۲۱۔ اگست کی ولایتی ڈاک کا جہاز جمعہ کے روز دن کے دو بجے بمبئی پہنچا۔

یکم ستمبر کی شب کو قصبہ امتالی میں پچیس۔ تیس مسلح ڈاکوؤں نے دو ہندو ساہوکاروں کی دکانوں میں ڈاکہ ڈالا۔ اور ایک دکان سے ۳ ہزار اور دوسری سے ۳۰۰۰ روپیہ نقد لے کر بعض کاغذات کو آگ لگادی۔ اور ایک کشتی میں بیٹھ کر چل دیئے ؛

لنڈن ۸۔ ستمبر۔ روما۔ شہزادہ برہان الدین کے جو سابق سلطان عبد الحمید کے صاحبزادہ ہیں۔ شاہ البانیہ ہونے کا اعلان کیا جائے گا ؛

ارل کچنر کی فوج کے لئے صرف بلفاسٹ سے دو بریگیڈ فوراً بھیجے جائیں گے۔

قیصر جرمنی کا ہیڈ کوارٹر اب میز میں ہے۔ (یہ مقام ریاست لورین کا دار الحکومت ہے۔ اور یہاں سے فرانسیسی سرحد ۲ میل کے فاصلہ پر ہے)

شملہ ۸ ستمبر۔ برٹش اور جرمن علاقوں کی سرحد پر برٹش اور جرمن پٹرولوں میں چند مقامات پر جھڑپیں ہوئیں۔ جن میں طرفین کے چند آدمی مارے گئے۔

جرمنوں کی کچھ جمعیت سرحد کو عبور کر کے مقام ساوو کی طرف پیشقدمی کر رہی ہے۔ جسپر گرد و نواح کی انگریزی فوج نے جمع ہو کر اسکا مقابلہ کیا۔ اور حملہ کر کے پسپا کر دیا۔ ہمارا ایک دیسی افسر اور ایک آدمی ہلاک اور ۹ زخمی ہوئے ؛

متحدہ سپاہ کے مشرق دریائے اورس اور پٹیٹ مورن پہنچ گئی سپاہ نے دشمن کو دس میل تک پیچھے ہٹا دیا۔

لنڈن ۷ ستمبر۔ سنگٹاؤ کے قلعوں سے جرمن ان جاپانی جہازوں کو غرق کرنے کی کوشش میں ہیں۔ جو بحری سرنگیں صاف کر رہے ہیں۔ مگر اس کے باوجود جاپانی جہاز اپنا کام کر رہے ہیں ؛

لنڈن ۷ ستمبر۔ روسیوں نے مقام سیرانز (روسی پولینڈ) میں ایک زپلین کو مار کر نیچے گرا لیا۔ اور اس کے ۲ سواروں کو گرفتار کر لیا۔ جنمیں دو شاہی افسر بھی تھے۔ ان کے علاوہ گیس کے تھیلے اور فوٹو کی تصویریں بھی ان کے ہاتھ آئیں ؛

لنڈن ۸ ستمبر۔ لنڈن اور تمام یورپ میں شہنشاہ آسٹریا . . . . کے انتقال کی افواہ مشہور ہو رہی ہے۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ ملک کی اندرونی حالت کے اندیشہ سے اس خبر کو دبایا جا رہا ہے ؛

لنڈن ۸۔ ستمبر۔ روسی رسالہ کا بیتھن (آسٹریا) تک پہنچ گیا ہے۔ آسٹریا کی دوسری فوج کا لبلن کے قریب، نہایت سختی کے ساتھ تعاقب کیا۔ اور ایک پوری رجمنٹ نے ہتھیار ڈال دیئے ؛

گورنمنٹ ہند نے دہلی اور شملہ کے درمیان ٹیلیفون کا سلسلہ قایم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ درمیانی فاصلہ ۲۲۱ میل ہے ؛

برٹش سپاہ کا بہ تفصیل ذیل ۱۵۱۴۱ نقصان ہوا ہے۔ افسر ۶۳ ہلاک ۱۶۲ زخمی۔ اور ۲۳۰ مفقود الخبر سپاہی ۲۱۲ ہلاک ۱۰۶۱ زخمی۔ اور ۱۳۱۴۳ مفقود الخبر ؛

پیرس میں اب ۲۰ لاکھ آدمی باقی رہ گئے ہیں۔ گورنمنٹ لوگوں کو شہر چھوڑنے کی ترغیب دے رہی ہے اٹھارہ لاکھ تین ہفتوں میں پیرس چھوڑ چکے ہیں ؛

انگریزی سرکاری لائٹ کروزر "پاتھ فائنڈر" کا نقصان حسب ذیل ہے۔ ۴ ہلاک ۱۳ زخمی۔ اور ۲۴۳ مفقود الخبر

پیرس کے نواح میں مقام ادرق کے قریب متحدہ سپاہ کا دشمن کی سپاہ سے مقابلہ ہوا جس میں متحدہ سپاہ کامیاب رہی ؛

ہل کا ایک ماہی گیر جہاز سرنگ سے ٹکرا کر غرق ہو گیا۔ دو آدمی ڈوب گئے ؛

لنڈن ۶ ستمبر۔ جرمنوں نے روسی باشندوں پر جو مظالم توڑے ہیں۔ اسکی سرکاری فہرست شائع کی گئی ہے۔ جس میں جرمنوں کے سلوک کو قرون مظلمہ سے تشبیہ دی گئی ہے ؛

روسیوں کی کامیابی

روسیوں نے قصبہ نکولا جوزف پر جو لمبرگ سے ۲ میل جنوب کی طرف واقع ہے۔ قبضہ کر لیا۔ چالیس توپیں اور اسقدر ذخائر جو ایک سال تک کام دے سکتے ہیں۔ ان کے ہاتھ آئے۔ دریائے بنتر اس قلعہ کے نیچے سے بہتا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے مقام راوا روسکا پر بھی قبضہ کر لیا۔ جو چار ریلوے لائینوں کا جنکشن اور لمبرگ کے شمال مشرق کی طرف ۳۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ گلیشیا اب ایک روسی صوبہ ہے۔ اور کاؤنٹ بوبرنسکی اس کے گورنر جنرل مقرر ہوئے ہیں ؛

لبرگ کے قریب جنگ آسٹری سپاہ کے ۲ ڈویژنوں کا بالکل صفایا ہو چکا ہے۔ لبلن کے علاقہ میں جو آسٹری فوج مصروف پیکار تھی۔ اُسے بھی سخت نقصان اٹھانا پڑا ؛

بلجیم اور جرمنی کی جنگ

بلجی سپاہ نے جرمنوں کو نقصان پہنچانے کی غرض سے انٹورپ کے جنوب مشرقی پشتے کھول دیئے۔ جس سے ٹرمونڈ تک شدید سیلاب کی حالت پیدا ہو گئی۔ کئی جرمن ڈوب گئے اور بعض جان بچانے کے لئے درختوں اور مکانات کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ جرمنوں کی کئی توپیں کھوئی گئیں۔ جمعہ اور ہفتہ کی لڑائی میں بلجیوں کے مقابلہ میں جرمنوں کو ۵ ہزار کا نقصان اٹھانا پڑا ؛

جرمنوں نے ڈنانٹ (بلجیم) کو گولہ باری سے اور آگ لگا کر تباہ کر دیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے۔ کہ بالائی گھاٹیوں سے بلجیوں نے شہر پر گولے پھینکے تھے ؛

ڈنانٹ کے تاخت و تاراج میں صدہا شہری نشانہ بندوق بنا دیئے گئے۔ جن میں قریباً ایک سو سربرآوردہ رئیس بھی شامل تھے۔ اور وہ شہر کے بڑے چوک میں قتل کئے گئے۔

جرمنوں نے نیشنل بنک میں پہنچکر تمام زر نقد کا مطالبہ کیا اور منیجر کے انکار پر اسے دو بیٹوں سمیت قتل کروا ڈالا ؛

بلجی والنیٹر جرمنوں کی عظیم جمعیت کا مقام میل اور کوانٹ بچٹ کے درمیان ۵ گھنٹہ تک مقابلہ کرتے رہے (یہ مقام برسلز اور گھنٹ کے درمیان بلجیم میں واقعہ ہے) والنٹیروں کو بالآخر خوش اسلوبی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا۔ جس پر جرمنوں نے میل پر قبضہ کر لیا۔ اور اب گھنٹ کی طرف پیشقدمی کر رہے ہیں ؛

جرمن مقام الٹرن کے قریب کمپیلو بائیس میں ۳ ہزار کشتے چھوڑ کر ریسان کی طرف بھاگ گئے ؛

میدان جنگ کی قابل اطمینان حالت

عام حالت بدستور قابل اطمینان ہے۔ خط مدافعت کے تمام محاذ پر دشمن پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ برٹش سپاہ تمام روز مصروف پیکار رہی۔ دشمن بے جگہ ہی سے مقابلہ کرنے کے بعد آخر پسپا ہوا۔ اور اب دریائے مارن کی راہ سے شمال کی طرف جا رہا ہے۔ پانچویں فرانسیسی ڈویژن نے بھی کامیابی کے ساتھ پیشقدمی کی ہے۔ اور بہت سے سپاہی اس کے ہاتھ آئے ہیں۔ چھٹے ڈویژن کی بھی جو دریائے اورس پر ہے۔ دشمن کے ساتھ سخت لڑائی ہوئی۔ مگر اس نے دشمن کو پسپا کر دیا۔ تمام محاذ پر جرمنوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ اور ان کی پیشقدمی استقلال کے ساتھ روک دی گئی۔ برٹش نقصانات کا تناسب جنگ کی توضیحات زیادہ نہیں۔ دو روز کی جنگ کا نتیجہ بالکل قابل اطمینان ہے ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۱۳ ستمبر ۱۹۱۴ء

اہل دنیا کے امن میں رہنے کا ذریعہ

اس خوف و حزن بیم و رجا یاس و امید کے گھر یعنی دنیا میں کئی دفعہ ایسی بڑی بڑی تباہیاں آئی ہیں - ہلاکتیں وارد ہوئی ہیں مصیبتیں نازل ہوئی ہیں جو کہ اپنے اثرات اور نتائج کے نقوش ہمیشہ کے واسطے آیندہ آنے والی نسلوں کے لئے چھوڑ گئی ہیں - مگر انسان جس کی عادت میں نصیحت کو بھلا دینے کا مرض اور آرام و آسایش میں پڑ کر آلہی قوانین سے لاپرواہ ہو جانے کا مادہ ہے وہ گذشتہ واقعات کو اتفاقی حادثات پر محمول کر کے پیش آنے والے خطرات کی پیچیدگیوں کو اپنے ہی ناخن تدبیر سے کھولنا چاہتا ہے - اور مادیات کی طرف متوجہ ہو کر قوانین آلہی کو بدلنے کی بے سود کوشش کرتا ہے - لیکن افسوس کہ اگر حضرت نوح ع اور فرعون کا مقابلہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی لوگوں کے لوح دل سے محو ہو چکے تھے - تو وہ تھوڑی سی تکلیف گوارا کر کے مذہبی صحیفوں اور تواریخی کتابوں کو ہی دیکھ لیتے - کہ کیوں نوح علیہ السلام کی قوم تباہ ہوئی - کیوں فرعون کا لشکر غرق ہوا - اور کیوں کفار مکہ اور دیگر عرب کے مخالف لوگ ذلیل و خوار کئے گئے - یہ ہلاک شدہ قومیں بھی اپنے علم اپنی عقل اور اپنی دانائی پر نازاں تھیں - لیکن ہلاکت اور تباہی کے گڑھے سے ان کو کوئی چیز بچا نہ سکی - اور یہ حالات صرف ان عظیم الشان اور جلیل القدر انبیاء کے لئے ہی خاص طور پر ظہور پذیر نہیں ہوئے بلکہ جب کبھی بھی کوئی خدا تعالیٰ کا پیارا اور برگزیدہ انسان دنیا میں مبعوث ہوا ہے اسکے مخالفوں اور معاندوں کا یہی حال ہوتا رہا ہے - اور آیندہ بھی اسی طرح ہوتا رہیگا - ہمارا اعتقاد ہے کہ جس طرح قرآن کریم آج سے سیزدہ صد سال پیشتر تمام دنیا کیلئے فلاح اور بہبود کے اصول اور قواعد بتانے والا تھا آج بھی ویسا ہی ہے - اور ابد الآباد تک اسی طرح رہیگا - اور کبھی ترمیم کا تغیر اور حالات کا تبدل اس کے ایک نقطہ یا ایک خوشہ کو بیکار ثابت نہیں کر سکیگا - لہٰذا انسان کے لئے اسوقت قرآن کریم نے جو ضوابط مرتب فرمائے تھے - ان پر آج بھی تمام لوگوں کا پابند ہونا لابدی اور ضروری ہے - قرآن شریف انسان کو دنیا میں آرام اور بیخوف رہنے کے لئے ایک گر بتاتا ہے جو یہ ہے - یٰبنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیٰتی فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون - کہ اے آدم کی اولاد تم دنیا میں خوف اور حزن سے اسی صورت میں محفوظ اور مامون رہ سکتے ہو - کہ جب کبھی تم میں سے ہی تمہارے پاس رسول آویں - اور وہ میری (اللہ تعالیٰ کی) نشانیاں تمہیں سنائیں تو تم انکی باتوں کو مانکر تقوےٰ اختیار کرو - اور اپنے نفس کی اصلاح کرنی شروع کر دو" یہ ایک ایسا تجربہ شدہ اور آزمودہ کار اصل ہے کہ ہر زمانہ میں اس کی تصدیق کی شہادتیں ملتی ہیں - اور کیوں تصدیق نہ ہو جبکہ یہ کسی انسانی دماغ کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اس قادر مطلق اور عالم الغیوب کا مقرر کردہ اصل ہے، جو ہر ایک پوشیدہ سے پوشیدہ اور نہاں در نہاں راز دل کو جاننے والا اور ہر ایک لحظہ اور ہر ایک لمحہ کی خبر رکھنے والا ہے اسکے مقابلہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے مقنن ہوتے ہیں جو خلق کی فلاح اور آرام کے لئے قانون وضع کرتے ہیں بہت سے دانا ہوتے ہیں جو لوگوں کی بہتری کے لئے تجاویز سوچتے ہیں بہت سے عقلمند ہوتے ہیں جو رفاہ عام کیلئے اپنی عمریں صرف کر دیتے ہیں لیکن ایک وقت ایسا آتا ہے جبکہ قضا و قدر کا زبردست ہاتھ ان سب کی تدابیر کو ملیامیٹ کر دیتا ہے ہمیں اس بات کی صداقت کے لئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں آج سے صرف دو ماہ قبل سرزمین یورپ کے حالات پر ہی نظر ڈالو کہ اس آب و ہوا میں پرورش یافتہ دل و دماغ تمام دنیا کے امن و امان کے ضامن ساری خدائی کی نفع رسانی کا دم بھرنے والے اور کرۂ ارض کو انسانی قتل و غارت کے خوف و حزن سے پاک کرنے کے مدعی نظر آتے تھے لیکن اسوقت خدا تعالےٰ نے اپنے نشانات قاہرہ کو ظاہر فرما کر بتا دیا ہے کہ جو کوئی بھی میرے مقرر کردہ آرام و آسایش کے اصولوں سے علیحدہ ہو کر اپنے دماغ سے ایجاد کرنے شروع کر دیتا ہے وہ آخر کار ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھتا ہے - یورپ کے جلال اور شوکت کے صدقے - دنیاوی نظروں اور سطحی خیالات رکھنے والے لوگوں کے نزدیک عالم میں امن و امان کا قائم رہنا کوئی بڑی اور اہم بات نہ تھی - لیکن کیا کبھی خدا تعالیٰ کے وضع کردہ اصول بھی غلط ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں اسلئے ضرور تھا کہ یورپ میں جبکہ مادہ پرستی کا زور ہو گیا تھا اور خدا تعالیٰ کا ایک رسول بھی آچکا تھا جس کا لوگوں نے انکار کیا، امن شکن واقعات کا ظہور ہوتا -

عقل رکھنے والے سمجھیں اور فکر رکھنے والے غور کریں کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وحی سے فرمائے ہوئے ان نشانات کے "دنیا میں ایک نذیر (نبی) آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا" کے پورا ہونے اور "آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین" کے ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند" کے ظہور میں کوئی شک و شبہ باقی رہ گیا ہے؟ اور کیا آج یورپ کی خونریزی نے آپکے ۱۵ - اپریل ۱۹۰۸ء کے فرمودہ اشعار کو پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچا دیا کہ

اک نشان ہے آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائینگے دیہات و شہر اور مرغزار
آئیگا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب
اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آب رودبار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمن
صبح کردیگی انہیں مثل درختان چنار
ہوش اڑ جائینگے انسان کے پرندوں کے حواس
بھولینگے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی
راہ کو بھولینگے ہو کر مست و بیخود راہوار
خون سے مردوں کے کوہستان کے آب رواں
سرخ ہو جائینگے جیسے ہو شراب انجبار
مضمحل ہو جائینگے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی با حال زار ....

یہ باتیں اسوقت گو ظاہر بین نظروں میں ناممکن الوقوع اور امر محال نظر آ رہی تھیں اور یہی وجہ تھی کہ حضرت مسیح موعود ع کو انکی تائید اور تاکید کے لئے یہ فرمانے کی ضرورت لاحق ہوئی کہ:-

ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہ ناشناس، ہو اسپہ، میری سچائی کا سبھی دار و مدار

کیمونی کیٹ

احمدی قوم اور برٹش گورنمنٹ

جس طرح مسیح ناصری صلح اور امن کا شاہزادہ ہوکر دنیا میں آیا۔ اور ایسے ملک اور ایسی قوم میں آیا۔ جسمیں جمہوریت کی شان پائی جاتی تھی۔ اور جو مذہبی معاملات میں حیثیت ایک گورنمنٹ کے دست اندازی نہیں کرتی تھی۔ اور نہ اسبات کو روا رکھتی تھی۔ کہ کوئی شخص محض اختلاف عقائد کیوجہ سے جان سے مارا جائے یا دکھ اٹھاوے (احمدی قوم کے عقائد کے رو سے پیلاطوس نے مسیح کی جان بچانے کی کوشش کی۔ اور وہ اس میں کامیاب ہوا) اسی طرح مسیح محمدی بھی خدا کی جناب میں سلامتی کا شاہزادہ کہلایا اور اس کے نام کے ساتھ بھی مرزا (شاہزادہ) کا لفظ بلایا گیا۔ اور ایک ایسی حہذیب اور محافظ انسانیت گورنمنٹ میں اس کی رُوحانی اور جسمانی تربیت و تکمیل ہوئی۔ جسنے سرزمین ہند میں اپنا مبارک قدم رکھتے ہی مذہبی آزادی کا اعلان کیا۔ اور اس اعلان کے مطابق (باوجود اس کے کہ دیگر مذاہب کے پُرجوش افراد کی طرف سے ناگوار الفاظ میں اس کے اپنے مذہب کی برملا تردید ہوئی) مذہبی آزادی اور فراخدلی کی وہ بیّن نظیر قائم کی۔ جو دنیا کی اقوام کی تاریخوں میں ملنی مشکل ہے۔ تاج برطانیہ ایک رحمت کی صورت میں ہند میں نمودار ہوا۔ جس کی آنکھوں میں چکاچوند ڈالنی والی ضوء نے ظلم تعصب اور جہالت کی گھنونی ظلمات کو دور کرکے تمام نوع انسان کو مساوی حقوق کے ساتھ ایک پلیٹ فارم پر کھڑا کردیا۔ اور ہندوستان کو جو آئے دن کے انقلابیہ سلطنت کے پُرخطر صدمات برداشت کرتے کرتے نمونہ عبرت بنا ہوا تھا۔ جنت نشان بنا دیا۔ خدا کو منظور تھا کہ وہ اپنے مقدس مسیح کے ذریعہ سے دین حق کی منادی آزادی سے کرائے۔ اس لئے اس کی باریک بین آنکھ نے اس کے کام کی تکمیل کے لئے ایک ایسی گورنمنٹ منتخب کی جو بلحاظ بے تعصبی اور آزادئ خیالات کے تمام دنیا کی حکومتوں پر فوقیت رکھتی تھی۔ اور ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ اپنے برگزیدہ کے مشن کو اپنی قدیم سنت کے مطابق پورا کیا۔

گو یہ زمانہ تہذیب اور آزادی کا زمانہ کہلاتا ہے۔ اور یہ دعوےٰ کیا جاتا ہے کہ ان دنوں والیان سلطنت سے وہ وحشیانہ اور بے رحمانہ افعال سرزد نہیں ہوتے جو اگلے زمانہ میں ظہور میں آتے تھے۔ لیکن اس زمانہ کے بعض واقعات اس کی تردید کرتے ہیں دنیا کو وہ خونی منظر یاد ہے۔ جو متعصب اور دین کو بدنام کرنے والے مولویوں کے فتوے کفر و قتل سے فاضل جلیل حضرت اخوندزادہ مولوی عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ایک شاگرد عبدالرحمٰن نامی کی شہادت نے کابل میں پیش کیا۔ ایسے معزز اور محترم وجود کو محض اسوجہ سے صفحہ ہستی سے مٹا دینا کہ وہ اپنے عقائد مذہبی کی رُو سے مسیح ناصری کو فوت شدہ مانتے تھے اور خونی جہاد کے خلاف تھے وحشیانہ فعل نہیں ہے۔ تو اور کیا ہے۔ پھر ایرانی گورنمنٹ نے جو سلوک، مرزا علی محمد باب بانی فرقہ بابیہ اور اس کے بے کس مُریدوں کے ساتھ محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے کیا۔ اور جو ستم اس فرقہ پر توڑے گئے۔ وہ ان دانشمند لوگوں پر مخفی نہیں ہیں جو قوموں کی تاریخ پڑھنے کے عادی ہیں۔ اور پھر سلطنت ٹرکی نے جو ایک یورپ کی سلطنت کہلاتی ہے جو برتاؤ بہاء اللہ بانی فرقہ بابیہ بہائیہ اور اس کے جلاوطن شدہ پیروؤں سے ۱۸۶۳ء سے لیکر ۱۸۹۲ء تک پہلے قسطنطنیہ پھر ایڈریانوپل اور بعدازاں اکّہ کے جیل خانہ میں کیا وہ بھی دنیا کے اہم واقعات پر اطلاع رکھنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے دنیا میں تین ہی بڑی اسلامی سلطنتیں کہلاتی ہیں اور تینوں نے جو تنگدلی اور تعصب کا نمونہ اس شائستگی کے زمانہ میں دکھایا۔ وہ احمدی قوم کو یہ یقین دلائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ احمدیوں کی آزادی تاج برطانیہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور چونکہ خدا نے برٹش راج میں سلامتی کے شہزادہ کو دنیا کی رہنمائی کے لئے بھیجا۔ گویا خدا نے تمام دنیا کی حکومتوں پر بلحاظ فیاضی فراخدلی اور بے تعصبی کے برٹش گورنمنٹ کو ترجیح دی۔ لہذا تمام سچے احمدی جو حضرت مرزا صاحب کو مامور من اللہ اور ایک مقدس انسان تصور کرتے ہیں بدون کسی خوشامد اور چاپلوسی کے دل سے یقین کرتے ہیں۔ کہ برٹش گورنمنٹ ان کے لئے فضل ایزدی اور سایہ رحمت ہے۔ اور اس کی ہستی کو وہ اپنی ہستی خیال کرتے ہیں اسلئے وہ ہر عُسر اور یُسر میں اپنی مہربان گورنمنٹ کا ساتھ دینے اور اس کی مشکلات کے دور کرنے میں اس کو مدد دینے کے لئے تہ دل سے تیار ہیں۔ ہندوستان میں سوائے احمدیوں کے شاید کوئی ایسی قوم ہوگی۔ جو معدلت گستر گورنمنٹ کی سب سے بڑھ کر ممنون منت ہو کیونکہ باوجود اس کے کہ اس قوم نے دلائل قاطعہ کے مہلک ہتھیاروں سے فیاض گورنمنٹ کے مذہب پر حملے کرکے اس کا بطلان دانشمندوں پر آشکارا کیا۔ اور بانی مذہب علیہ السلام نے علیا حضرت ملکہ معظمہ انجہانی کے نام نامی پر کتاب لکھ کر اس کو براہ راست بھیجی۔ اور اس کتاب میں اس کے مذہب کو باطل اور اسلام کو حق قرار دیا۔ اس پر بھی اس بے تعصب اور متمدن گورنمنٹ نے احمدیوں کو ہر آفت سے ایسا ہی محفوظ رکھا جیسا کہ اپنی دیسی عیسائی رعایا کو۔ اگر اس محافظ انسانیت گورنمنٹ کا رُعب اور شوکت مانع نہ ہوتی۔ تو یقیناً غریب اور امن پسند احمدیوں کو اپنے مُسلمان کہلانیوالے بھائیوں کے ہاتھوں سے وہی صدمہ پہونچتا۔ جو ان کے دو مظلوم بھائیوں کو سرزمین کابل میں پہنچا۔ اور جس کی خونی یادگار ہمیشہ قائم رہیگی احمدی قوم اسبات کو بھولے ہوئے نہیں ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو بھی پنجاب کے مشہور شہروں میں جانے اور لیکچر دینے کے لئے اپنی قوم کے جہلاء کی شرارت کیوجہ سے کسقدر دقتوں کا سامنا ہوتا تھا مگر ہر موقعہ پر گورنمنٹ کی سپاہ اپنی بارعب وردیوں کے ساتھ خدا کے برگزیدہ کے ساتھ اس کے کام میں ممد رہی۔ گو ان لیکچروں میں مذہب عیسائیت کو ہی نہایت نیک نیتی کے ساتھ باطل اور اسلام کو سچا ثابت کیا جاتا تھا۔ کیا دنیا میں ایسی فیاضی اور فراخدلی کی نظیر مل سکتی ہے ہرگز نہیں اس وقت دار السلطنت برطانیہ میں جاکر نہایت آزادی کے ساتھ احمدی مشنری اپنے عقائد کو پھیلانے اور تثلیثی مذہب کی تردید کرنے میں مصروف اور سرگرم ہیں اور کوئی انکے کام میں جو وہ نیک نیتی کے ساتھ کر رہے ہیں۔ حارج ہونیکی جرأت نہیں کرتا۔ اسلئے تمام احمدی قوم اس گورنمنٹ کی دل سے حامی اور خیرخواہ ہے اور دُعا کرتی ہے کہ خدا اس سلطنت کو آفات سے سلامت اور مامون رکھے۔ اور ہمکو اس لائق بنائے کہ ہم اس کے تاج کے نیچے اسکے فیوض سے مستفید اور متمتع ہوں۔ اور جس طرح خدا نے اس قوم کو جسمانی برکات سے حصہ دیا ہے رُوحانی برکات اسلام سے بھی بہرہ ور کرے۔ آمین

خاکسار احمد الدین مختار عدالت گجرات

مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

حضرت مسیح موعود واقعی نبی اللہ تھے!

نمبر ۵

حضرت مسیح موعود ؑ نے اپنے آپ کو کھلے طور پر نبی اللہ اور رسول اللہ پیش کیا ہے۔ اور اپنے آپ کو زمرہ انبیاء و مرسلین میں شامل فرمایا ہے۔ اور جن آیات قرآنیہ کو اپنے دعویٰ میں پیش کیا ہے۔ ان میں صریح طور سے الفاظ "رسول" یا "رسل" کے موجود ہیں۔ جنکا حضور نے اپنے آپکو مصداق ٹھہرایا ہے۔ پس آیات قرآنیہ بینہ کے لفظ "رسول" کا اپنے آپ کو مصداق ٹھہرانا صاف اور صریح اس امر کی بین دلیل ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود ؑ من حیث النبوت انہی معنوں میں نبی اللہ اور رسول اللہ تھے۔ جن معنوں میں ان آیات سے دیگر انبیاء سابقین مراد لئے جاتے ہیں۔ چنانچہ تحفہ گولڑویہ میں حضرۃ مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے اور پھر یہی آیت مسیح موعود کے حق میں بھی ہے ...... اور رسول سے اس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں۔ اور مسیح موعود بھی مراد ہے"۔

اس حوالہ سے حضرت مسیح موعود کا حقیقی معنوں میں نبی اللہ ہونا متحقق ہے۔ کیونکہ آیت مذکورہ بالا کے لفظ رسول سے خود مسیح موعود نے اپنے آپ کو ان ہی معنوں میں مراد لیا ہے۔ جن معنوں میں کہ حضرت نبی کریم ؐ رسول اللہ ہیں جس سے صاف اور صریح ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود واقعی نبی اللہ تھے۔ اور زمرہ انبیاء اور مرسلین میں داخل ہیں۔ منکران نبوت کی یہ عجیب نادانی ہے۔ کہ ایک آیت کو اگر نبی کریم کے حق میں ہو۔ تو اس کے لفظ رسول کو حقیقی معنوں پر مشتمل کر لیتے ہیں۔ لیکن اگر وہی آیت مسیح موعود کے حق میں ہے۔ تو اسوقت لفظ رسول کو مجازی اور لغوی معنوں پر محمول کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر غلطی ہے۔ جس سے قرآن کریم کی تکذیب و تحریف لازم آتی ہے۔ الغرض محولہ بالا حوالہ نص صریح کے طور پر یہ امر ثابت کر رہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود من حیث النبوت و رسالت حقیقی معنوں کے انبیاء میں شامل ہیں۔ پھر نزول المسیح میں یوں فرماتے ہیں:

"کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی۔ یعنی خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے۔ کہ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ میں اسکا رسول یعنی فرستادہ ہوں۔ اسلئے جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ اس آیت کا مفہوم سچا نکلتا رہا ہے ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا"۔

نزول المسیح کی اس تحریر بے نظیر سے بالفاظ صریح ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود واقعی نبی اللہ ہیں۔ اور زمرہ الانبیاء میں شامل ہیں۔ کیونکہ آیت محولہ بالا کا مفہوم حضرت مسیح موعود کے حق میں ایسا ہی سچا نکلتا۔ جیسا کہ تمام دوسرے انبیاء علیہم السلام کے حق میں سچا نکلا صاف اس امر پر دلالت کر رہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود بھی زمرۂ انبیاء میں شامل ہیں۔ پھر ایک اور جگہ صاف فرمایا۔

"میں جانتا ہوں۔ کہ خدا ضرور میری تائید کریگا جیسا کہ ہمیشہ سے اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے"۔

رسالہ الوصیت کے پڑھنے سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ نے آیت محولہ بالا کے لفظ "رسل" میں اپنے آپ کو بھی شمار کیا ہے۔

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"اگر مجھ سے ٹھٹھا کیا گیا۔ تو یہ نئی بات نہیں۔ دنیا میں کوئی رسول نہیں آیا جس سے ٹھٹھا نہ کیا گیا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۹)

پھر حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳۶ میں فرماتے ہیں:

"اب برائے خدا میری کتاب نور الحق حصہ دوم غور سے پڑھو۔ اور دیکھو کہ کسقدر مدت دراز طاعون کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول"۔ اسی طرح تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳ میں بھی اپنی پیشگوئی کے پورا ہونے پر آیت لا یظھر علی غیبہ لکھی ہے۔ اور صاف اور صریح لفظ "رسول" کو اپنی نسبت مراد لیا ہے۔

پھر اور سنئے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

"آیت ما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے۔ (حقیقۃ الوحی)

عبارت محولہ بالا میں صاف اور صریح اپنے آپ کو رسول فرمایا ہے۔ پھر ایک اور جگہ فرمایا۔

"آیت و آخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے"۔

اس سے ثابت ہوا۔ کہ آپ نے اپنے ظہور کو ایک نبی موعود کا ظہور فرمایا ہے۔ پس یہ سب کھلی کھلی باتیں ہیں۔ اور قرآن شریف کی آیات بینات جن سے کسی طرح بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان آیات کے لفظ رسل میں حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنے آپ کو شمار کیا ہے۔ ہاں اگر قرآن شریف کی آیات کے الفاظ رسول یا نبی حضرت مسیح موعود کے حق میں انکو حقیقت کو چھوڑ دیتے ہیں اور بجائے حقیقی معنوں پر مشتمل ہونے کے محض لغوی اور مجازی معنے رکھتے ہیں۔ تو یہ جدا بات ہے۔ ورنہ دنیا میں کون ہے جو اس بات کو سمجھ نہیں سکتا۔ کہ مندرجہ بالا حوالجات کے رو سے حضرت اقدس مسیح موعود خدا تعالےٰ کے نبی اور رسول بنتے ہیں۔ اور من حیث نبوت و رسالت ویسے ہی نبی اور رسول ہیں۔ جیسے کہ سابقہ زمانہ میں گذرے ہیں۔ یہ تو قرآنی آیات کا ذکر ہے۔ اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنی نسبت مطلق نبی اور رسول کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔ اور اپنے آپ کو زمرہ انبیاء میں شمار فرمایا ہے۔

جیسا کہ فرمایا:

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے * من بعرفاں نہ کمترم زکسے

اس شعر میں اپنے آپ کو انبیاء کے بالمقابل پیش کیا ہے پھر ایک اور جگہ فرمایا *

"خدا نے نہ چاہا۔ کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تختگاہ ہے۔ سچا خدا وہی خدا ہے۔ جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"۔ (دافع البلا)

یہاں پر اپنے آپ کو رسول کہنا ظاہر ہو رہا ہے۔ پھر نبی کا لفظ دیکھنا ہو۔ تو مندرجہ ذیل حوالوں پر غور فرمادیں *

حقیقۃ الوحی صفحہ ۵۴ *

"پس خدا نے اپنی سنت کے موافق ایک نبی کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا۔ اور جب وہ نبی مبعوث ہو گیا۔"

اس حوالہ میں اپنی بعثت کو ایک نبی کی بعثت قرار دیا ہے۔ پھر اور سنئے۔ چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۹

"خدا نے قرآن شریف میں ایک جگہ فرمایا تھا۔ کہ آخری زمانہ میں مذاہب کے جنگ ہوں گے اس فیصلہ کے کرنے کے لئے خدا آسمان سے قرناؤں میں اپنی آواز پھونکے گا۔ وہ قرنا کیا ہے وہ اسکا نبی ہوگا۔ پس یقیناً سمجھو۔ کہ یہ وہی دن ہیں۔ جو خدا کے دن کہلاتے ہیں"۔

اس حوالہ میں صریح طور سے اپنے آپ کو نبی فرمایا۔

پھر ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔ حقیقۃ الوحی صفحہ (۱۰۰)

"نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں"۔

اسقدر تصریحات کے بعد اگر اور بھی ضرورت ہو۔ تو اسکو پڑھو۔ جو آپ نے اپنی آخری خط مندرجہ اخبار عام میں شائع کیا۔

"میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں"۔

پھر نزول المسیح میں فرماتے ہیں۔

"میں مسیح موعود ہوں۔ اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے" *

پس کیا یہ حوالجات ثابت نہیں کرتے۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود واقعی خدا کے برگزیدہ نبی ہیں۔ اور آپ کے لئے نبی اور رسول کا لفظ استعمال کرنا اور آپکو زمرہ انبیاء میں داخل شدہ تصور کرنا نہ صرف جائز بلکہ فرض ہے جس کے انکار سے خدا تعالےٰ کے کلام کی تکذیب لازم آتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود ؑ فرماتے ہیں۔

"الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء جس کا ترجمہ ہے۔ خدا کا رسول نبیوں کے لباس میں۔ اس الہام میں میرا نام رسول بھی رکھا گیا ہے۔ اور نبی بھی۔ پس جس شخص کے خود خدا نے یہ نام رکھے ہوں۔ اس کو عوام میں سے سمجھنا کمال درجہ کی شوخی ہے۔ (ایام الصلح صفحہ ۷۵)

پھر کشتی نوح صفحہ ۵۶ میں فرماتے ہیں۔

"میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے"۔

پھر ایک جگہ خطبہ الہامیہ میں فرمایا ہے *

"میں منعم علیہم گروہ میں سے فرد اکمل کیا گیا ہوں * میں اپنے خدا کی طرف سے تمام تر قوت اور برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ اور میرا قدم ایک ایسے منارہ پر ہے جو اس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے"۔

پس ان اقتباسات سے یہ امر ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود واقعی خدا کے نبی تھے۔ اور یقیناً خدا کے نبی تھے۔ اور آپکا دعوےٰ نبوت و رسالت انبیاء سابقین کے دعاوی سے بجز واسطہ و بلا واسطہ نبوت کے ہرگز ہرگز کوئی مغائرت نہیں رکھتا۔ آپ لاریب نبی اور رسول تھے۔ ہاں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی تعلیم سے نبی تھے۔ اس لئے آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح بعض انبیاء سابقین سے افضل ہوئے۔ اور حضرت نبی کریم کے امتی بھی کہلائے۔ اور بجز شریعت جدیدہ یا ترمیم و تنسیخ احکامات شریعت محمدیہ باقی تمام لوازمات نبوت منجانب اللہ آپ کے ساتھ تھے * والسلام

(خاکسار محمد سعید احمدی از لاہور)

من چہ گویم و طنبورہ من چہ سرائید

ایبٹ آبادی مہاجر یعنی مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ پیغام پڑھ پڑھ کر ضرور یہ مصرعہ پڑھتے ہونگے

"من چہ گویم و طنبورہ من چہ سرائید"

مولوی محمد علی صاحب کا تو یہ کہتے کہتے گلا بیٹھ گیا ہے کہ بعد حضرت مسیح موعود کے کوئی شخص احمدیوں سے بیعت نہ لے۔ مگر لائلپوری ڈاکٹر جو اب ناسک میں مقیم ہے لکھتا ہے۔ کہ میں بیعت کے لئے خط لکھتا ہوں۔ اور تعجب ہے کہ پیغام یہ فقرہ چھاپتا ہے۔

دوم۔ یہی ڈاکٹر لکھتا ہے۔ کہ حضرت صاحبزادہ نے رسالہ الوصیت میں مسیح موعود کا نام کاٹ کر اپنا نام درج کیا ہے"۔ اس بھلے مانس سے کوئی پوچھے۔ کہ تم نے کبھی الوصیت پڑھی بھی ہے۔ وہاں کس جگہ نمبر ۸ میں مسیح موعود کا نام ہے۔ جسے کاٹا گیا ہے۔ جو تمہیں فمن بدلہ بعد ما سمعہ پڑھنے کی ضرورت پڑی۔

البتہ یہ آیت صادق آتی ہے۔ تو ایم۔ اے صاحب پر جنھوں نے الوصیت نئے طور پر چھاپی ہے۔ اور اسے اپنے حواشی و نوٹوں و تشریحوں سے بدلنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

سوم۔ ڈاکٹر نے لکھا ہے۔ کہ اگر احمدؐ حضرت مسیح موعود کا نام ہے۔ تو پھر آنحضرت صلعم کو صادق نہ ماننے میں عیسائی حق بجانب تھے۔ یہ خیال بھی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ انجیل میں دو پیشگوئیاں ہیں۔ ایک تسلی دینے والے کی۔ دوسرے مسیح کی آمد ثانی یعنی عود کی ہے۔ اور احمدؐ کے بھی یہی معنے ہیں۔ نیز عیسائی تورات کو بھی مانتے ہیں۔ اس میں نبی کریم صلعم کی صریح پیشگوئیاں موجود ہیں۔ پھر آنحضرت صلعم کی صداقت اظہر من الشمس ہے۔ نیز یاد رہے۔ کہ ہم آنحضرت صلعم کے احمدؐ ہونے سے ہرگز ہرگز انکار نہیں کرتے بلکہ ہم آپ کو ایسا احمدؐ مانتے ہیں۔ کہ ان سے پہلے اور بعد میں کوئی اس شان کا احمدؐ نہیں ہے *

چہارم۔ ڈاکٹر نے بہت سے خلفاء کا صدر انجمن اور پھر اس کے صدر کے ماتحت ہونیکا منصوبہ شیخ چلی کی طرح گانٹھا ہے۔ جو عملی صورت میں ہرگز نہیں آسکتا صحیح طریقہ یہی ہے

جو تم دیکھ رہے ہو اور دیکھ چکے ہو۔ کہ ایک ہی خلیفہ ہو۔ اور باقی صدر انجمن اور کل انجمنیں اور بیعت لینے کے مجاز اس کے ماتحت اور وہ ان کا مطاع۔

پنجم۔ ڈاکٹر نے لکھا ہے۔ کہ کما استخلف الذین من قبلہم کا مصداق ایک خلیفہ گذر چکا۔ اب دوسرے کی بیعت حرام ہے۔ حالانکہ صحابہ نے نبی کریم صلعم کی بیعت کر کے اسی صدی کے اندر صدی کے ثلث میں چار شخصوں کی بیعت کی۔ اور ان چاروں کے منکروں کو فاسق حضرت مسیح موعود نے خود اپنی تحریروں میں لکھا ہے۔ جس سے ثابت ہوا۔ کہ خلیفہ صرف مامور ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ غیر مامور بھی ہوتا ہے۔ جیسے حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم پھر حضرت مولانا نور الدین رض نے فرمایا کہ میں ایسا ہی خلیفہ ہوں۔ جیسے ابو بکر و عمر اور میرا مخالف فاسق و ابلیس ہے۔ پس تمہارا اعتراض باطل ہوا۔ تعجب ہے۔ کہ ایک طرف مسیح موعود کے بعد کسی کی بیعت حرام بتلاتے ہو۔ دوسری طرف حضرت مولانا نور الدین رض کی بیعت کی۔ پھر مولوی محمد علی کی بیعت کو طیار ہو۔

ششم۔ ڈاکٹر نے لکھا ہے۔ اور نہایت بیباکی سے جھوٹ لکھا ہے۔ کہ مولوی محمد علی ایم اے چالیس برس سے تجاوز کر چکے ہیں۔ اور یہ عمر خلافت کے لئے موزوں ہے۔ اور پھر تعجب ہے کہ پیغام والوں نے یہ جھوٹ چھاپا ہے۔ مولوی محمد علی ایم۔ اے کی عمر اسوقت بمشکل ۳۷ سال کی ہے۔ یعنی ۴۰ سال سے ۳ برس کم۔ اگر اس سے زیادہ ہے۔ تو ثبوت پیش کرو۔ مگر ثبوت دینے کی صورت میں یہ سمجھا جائیگا۔ کہ انہوں نے ملازمت کے وقت اپنی عمر کی نسبت لوگوں کو دھوکہ دیا۔ کہ اپنی پیدائش اخیر ۱۸۷۶ء لکھائی۔ غرض ان کی بیعت کرنے والوں کو ابھی تین سال انتظار کرنا چاہیئے۔

ہفتم۔ ایم۔ اے موصوف کی طبیعت بہت نرم لکھی ہے۔ یہ اس لئے کہ ڈاکٹر ناسک کو ان کی ماتحتی میں رہنے کا موقعہ نہیں ملا۔ ورنہ ساری حقیقت کھل جاتی۔ یہ نرم طبیعت کا انسان ایک دفعہ جوش غضب میں حضرت خلیفہ اول کے سامنے قرآن مجید پھینک کر چلا گیا تھا پھر آخری دنوں کے سوا کبھی درس میں نہ آیا۔

پیغام کا بے اصولاپن

ایک طرف تو کہا جاتا ہے۔ مسیح موعود ہرگز ہرگز نبی نہ تھے۔ دوسری طرف ۶۔ ستمبر ۱۹۱۴ء کے پیغام کے لیڈر میں لکھا ہے۔ یہ سب دکھ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ کوئی اللہ کا رسول دنیا میں آچکا ہے" ایسے فقرے پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کہ خدا جانے ان لوگوں کا مذہب کیا ہے۔ ہاں مفتی محمد صادق صاحب نے سچ لکھا تھا۔ عداوت محمود۔

پھر ایک نئی اصطلاح تراشی ہے۔ کہ امت محمدیہ میں رسول مجدد دین کہلاتے ہیں۔ کیا کسی مجدد نے سوا مسیح موعود کے یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ میں رسول ہوں۔ یا اپنے لئے یہ نام جائز رکھا ہے۔ یا کسی مجدد نے پیشگوئیاں کیں۔ اور پھر اس کے نہ ماننے کی پاداش میں ایسے عذاب آئے۔ پھر حقیقۃ الوحی میں اور تذکرۃ الشہادتین میں حضرت اقدس نے کیوں لکھا۔ کہ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اس نام کے مستحق نہیں۔ ہے کوئی تم میں سے جو جواب دے ہاں وصیت میں بعض افراد کا لفظ ضرور لکھا ہے۔ مگر جو اس کے معنی ایک سے زیادہ کے کرتا ہے۔ وہ محاورات اہل اللہ سے ناواقف ہے۔ احادیث میں بارہا بعض الناس آیا ہے۔ اور مراد اس سے ایک ہوتی ہے۔ اور پھر حقیقۃ الوحی کی مندرجہ بالا عبارت نے بعض افراد کو صرف ایک کے معنی میں خاص کر دیا ہے۔

ہز میجسٹی شہنشاہ معظم کا پیغام اپنی رعایا کے نام

گذشتہ چند دنوں کے اندر میری سلطنت کی رعایا کے تمام طبقوں نے ایک دل اور ایک ارادہ سے اس عدیم النظیر حملہ کی مدافعت کا تہیہ کر لیا ہے۔ جو تہذیب اور نیز نوع انسان کے امن پر کیا گیا ہے۔ یہ مصیبت خیز جنگ میں نے خود مول نہیں لی ہے۔ میں نے شروع سے لیکر اخیر تک قیام امن کے لئے آڑے وقت میں بکمال سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ فساد کے اسباب رفع کرنے اور ان اختلافات کے مٹانے کی کوشش کی جنکا میری سلطنت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اگر میں ایسی حالت میں الگ تھلگ رہتا جبکہ ان معاہدوں کی خلاف ورزی سے جن میں میری سلطنت شریک تھی۔ بلجیم پر حملہ کیا گیا۔ اس کے شہر تباہ کر دیئے گئے جبکہ فرانسیسی قوم صفحہ ہستی سے مٹ جانے کے خطرہ میں مبتلا تھی۔ تو میں اپنی عزت کھو دیتا اور اپنی سلطنت اور نوع انسان کی آزادی برباد کر دیتا۔ مجھے خوشی ہے کہ اس فیصلہ میں سلطنت کے تمام حصے میرے شریک ہیں۔

حاکم اور محکوم کے عہدناموں اور وعدوں کی خاص حرمت انگلستان اور ہندوستان کی ایک مشترکہ وراثت ہے۔ سلطنت کے اتحاد اور استحکام کے تحفظ کیلئے رعایا کی متفقہ کوشش کے جو بہت واقعات ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔ انھیں سب سے زیادہ قابل ذکر وہ دلی ارادت اور عقیدت ہے جو ہندوستانی اور انگریزی رعایا اور ہندوستان کے والیان ریاست نے میرے تخت سے ظاہر کی ہے انہوں نے سلطنت کی خاطر اپنا جان و مال حاضر کر دیا انہوں نے ایک آواز سے یہ درخواست کی۔ کہ وہ سب سے پہلے میدان جنگ میں جانے کے لئے تیار ہیں۔ ان تمام باتوں نے میرے دل پر ایک خاص اثر ڈالا ہے اور محبت اور عقیدت کی وہ انتہائی کیفیت پیدا کی ہے۔ جس نے مجھے اور میری ہندوستانی رعایا کو ہمیشہ وابستہ کئے رکھا ہے۔ مجھے ہندوستان کی خیرخواہی اور اخوت کا وہ پیغام یاد ہے جو اس نے دہلی میں میری تاجپوشی کی رسم کے بعد فروری ۱۹۱۲ء میں میری واپسی پر انگریزی قوم کو بھیجا تھا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس آزمائش کے وقت تم نے شریفانہ طور پر بڑے زور کیساتھ اس امر کا اطمینان

دعوت الی الخیر

ولائیت میں تبلیغ اسلام

چوہدری صاحب کا خط نمبر ۱

(یہ خط جنگ کے شروع ہونے سے پہلے کا لکھا ہوا ہے۔ اب حالات تبدیل ہو گئے ہیں) (ایڈیٹر)

سیدنا و امامنا السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ یہاں میرے ایک جرمن دوست ہیں۔ جن کے ساتھ میرا تعارف انگلستان پہنچنے کے چند ہی دن بعد ہوا۔ یہ جرمنی کے ایک بڑے اعلےٰ خاندان سے ہیں۔ اور خود اپنے حق میں (یہ جملہ میں نے انگریزی سے ترجمہ کر دیا ہے) وائیکونٹ ہیں۔ جب سے میرا تعارف ان کے ساتھ ہوا۔ اسلام کے متعلق ان کے ساتھ گفتگو ہوتی رہی تھی۔ اول اول انہیں اسلام کا نام بھی معلوم نہ تھا۔ جب انہیں ذرا دلچسپی پیدا ہو گئی تو میں نے حضرت صاحب کی کتاب Teachings of Islam انہیں دی اس کے مطالعہ کا ان پر بہت اثر ہوا۔ اور کئی خطوں میں انہوں نے اسکا ذکر کیا۔

حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں

میں میں ان کا ذکر بذریعہ خط و کتابت کیا کرتا تھا۔ اور حضور بھی ان کے حالات میں دلچسپی ظاہر فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دو خطوں میں میں نے ان کا ذکر نہ کیا۔ تو حضور مرحوم نے خاص طور پر ان کے متعلق دریافت فرمایا۔ کہ آپ نے اپنے دوست کا ذکر کیوں نہیں کیا۔ چند ہفتے ہوئے خطوں میں اس امر پر ہماری بحث چھڑ گئی۔ کہ دوستی کس بناء پر ہونی چاہئے۔ میں نے انہیں لکھا۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ کہ آپکو میرے ساتھ اس لئے محبت ہو۔ کہ میں مسلمان ہوں۔ اس کے جواب میں علاوہ دیگر باتوں کے انہوں نے تحریر فرمایا۔

"میں اسلام کو نہایت ادب اور عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اس لئے نہیں۔ کہ آپ مسلمان ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ اس وجہ سے کہ جہاں تک میرا مطالعہ ہے اور میں نے غور کیا ہے۔ میں اسلام کو سب مذاہب سے اعلیٰ۔ بہتر اور سچا پاتا ہوں"۔

انگلستان میں یہ بغرض تعلیم آئے تھے۔ ان کے والدین برسلز ملک بلجیم میں رہتے ہیں۔ گو ان کا وطن جرمن ہے۔ سال میں تین دفعہ یہ گھر جایا کرتے تھے۔ اب ان کی تعلیم کا زمانہ ختم ہو گیا ہے۔ اور کل واپس برسلز جانے والے ہیں۔ ان کا ارادہ آئندہ موسم خزاں و سرما میں ہندوستان آنیکا ہے۔ اور اگر ہندوستان آئے۔ تو اول حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ کل جو خط ان کا مجھے ملا۔ اس میں سے چند فقرے بعینہٖ نقل کر دیتا ہوں۔ اور عرض ہے۔ کہ حضور میرے لئے بھی اور ان کے لئے بھی دعا کریں۔

(صاحب ممدوح کے انگریزی خط کا ترجمہ)

پیارے ظفر

"میرا خیال ہے۔ کہ یہ جو خط میں آپ کی طرف لکھ رہا ہوں۔ یہ اس ملک میں آپ کی طرف میرا آخری خط ہوگا یہاں رہتے مجھ کو تین سال گذر گئے ہیں۔ اور اب صرف چند دن تک ہی میرا انگلستان میں قیام ہے۔ اس کے بعد مجھے اپنے ان تمام مہربانوں سے رخصت ہونا ہوگا۔ جن کے ساتھ مجھے اس ملک میں ملاقات کا اتفاق ہوا۔ میرے پیارے دوست میں آپ سے صرف ایک دفعہ اور مل سکونگا اور پھر شاید آئندہ کبھی ملاقات کا موقعہ نصیب ہو۔ آئندہ کا علم صرف خدا کو ہے۔ اور گو میں نے اپنے خیال میں کئی سالوں کا پروگرام بنا رکھا ہے۔ مگر میں نہیں جانتا۔ کہ مجھے اپنی امیدوں کے برلانے کا موقعہ ملے گا یا نہیں میں تو یہ بھی نہیں جانتا۔ کہ ایک سال کے بعد میں زندہ بھی رہوں گا کہ نہیں۔ واللہ اعلم۔ میں انشاءاللہ آپکو کبھی نہیں بھولوں گا۔ اور ہمیشہ آپکو محبت کے ساتھ یاد رکھوں گا۔

جب میں ہندوستان میں پہنچونگا۔ وہ ہندوستان جس کے دیکھنے کا میں بہت شائق ہوں۔ تو اغلباً ہم دونوں ایک ہی مذہب کے پابند ہوں گے۔ اور اس وقت ہم میں یگانگت کا پورا نقشہ ہوگا۔ جتنا میں اسلام کا مطالعہ کرتا ہوں۔ اور اس پر غور کرتا ہوں۔ اتنی ہی مجھ میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے۔ کہ اس کی تعریف کروں اور اس سے محبت رکھوں۔ میں اس کے متعلق سوچنے میں کئی گھنٹے خرچ کر دیتا ہوں۔ اور شاید میں اپنے کسی آئندہ خط میں اس کے متعلق زیادہ لکھ سکوں"۔

(یہاں صاحب ممدوح کا خط ختم ہوتا ہے)

ان کی عمر ۲۲ سال کی ہے۔ اور پورا نام اوسکار برنلر (یہ تو ان کا نام ہے) فرائی ہیر (یعنی وائیکونٹ) فان (انگریزی میں of کے برابر ہے) آنس ان کا خطاب ہے۔

حضور ضرور ضرور دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں اسلام کی قبولیت کا شرف عطا فرمائے۔ اور ان کے ایمان کو تقویت دے۔ آمین۔ اور عاجز کے لئے بھی ضرور دعا فرماویں۔ والسلام۔ حضور کا غلام (ظفراللہ)

خط نمبر ۲

سیدنا و امامنا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

والا نامہ وصول ہو کر باعث شرف ہوا مجھے برسلز سے مسٹر برنلر کا ایک اور خط وصول ہوا ہے۔ جس میں وہ تحریر کرتے ہیں۔ کہ گو میں آجکل بہت مشغول رہتا ہوں۔ لیکن پھر بھی میں نے Teaching of Islam کو ایک اور دفعہ مطالعہ کرنے کے لئے وقت نکال لیا ہے۔ اور جتنا زیادہ میں اس کتاب کو پڑھتا ہوں۔ اتنی ہی میری وقعت اس کے لئے بڑھتی جاتی ہے۔

عاجز کو افسوس ہے۔ کہ ہمارے سلسلے کی طرف سے انگریزی میں اسلام کے متعلق بہت تھوڑی کتب چھپی ہیں۔ اور قرآن کریم کے ترجمہ کے چھپنے کی بھی ابھی کچھ دیر تک کوئی صورت معلوم نہیں ہوتی۔ اس وجہ سے تبلیغ میں بہت روک پیدا ہوتی ہے۔ یہاں جب کسی کو اسلام کے متعلق مطالعہ کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ تو اسے قدرتاً قرآن کریم کے پڑھنے کی خواہش ہوتی ہے۔ اور ہمارا اپنا ترجمہ نہ ہونے کی وجہ سے ایسے لوگوں کو عیسائی مصنفوں کے تراجم پڑھنے پڑتے ہیں۔ جن سے یہ لوگ قسم قسم کے ابتلاؤں میں پڑ جاتے ہیں۔ خدا کرے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے ترجمے کے متعلق کوئی خاطر خواہ فیصلہ ہو جائے۔ اور جلد ایک صحیح اور مستند انگریزی ترجمہ قرآن کریم کا سلسلہ احمدیہ کی طرف سے شائع ہو۔

آسٹریا اور سرویا کے درمیان جنگ شروع ہو جانے کی وجہ سے تمام یوروپ میں جنگ کا خوف ہے۔ اگر یہی حالت کچھ دیر رہی۔ تو مسٹر برنلر اس سال ہندوستان نہیں آسکیں گے مجھے بڑی خواہش ہے کہ وہ حضور کی ملاقات کا شرف حاصل کریں۔ اور اسلام کے ساتھ علمی واقفیت پیدا کرنے کے بعد ہندوستان میں ہی اپنے قبول اسلام کا اعلان کریں۔ آگے جو اللہ تعالےٰ کو منظور ہے۔ حضور ضرور ان کے لئے دعا فرماتے رہا کریں۔

عاجز امتحان کی تیاری میں مصروف ہے۔ حج کے متعلق قاہرہ تک سفر کا انتظام تو ہو گیا ہے۔ اب معلوم نہیں۔ سویز سے آگے جہاز میں جگہ مل سکے یا نہ۔ یہاں سے دو اصحاب ہم سفر ہوں گے۔ کل ایک خط میں نے شیخ عبدالرحمن صاحب کو لکھا ہے۔ امید ہے۔ حضور نے بھی تحریر فرما دیا ہوگا۔

اب جوں جوں واپسی کا وقت قریب آتا جاتا ہے شوق دیدار بھی تیز ہوتا جاتا ہے۔ عاجز کے لئے ضرور دعا فرماتے رہا کریں۔ والسلام۔ (حضور کا غلام ظفراللہ)

جنازہ غائب! راجہ محمد اکبر خاں صاحب جاگیردار یاڑی پورہ کلاں کشمیر فوت ہوئے۔ اور ان کی بیوی بھی بعارضہ بخار فوت ہو گئی ہے۔ مرحوم نیک دل اور مخلص تھے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں اور دعا کریں کہ ان کے پسماندگان راجہ ولی محمد خاں و محمد اکرم کو اللہ تعالےٰ صبر دے اور دین کیلئے مفید بناوے۔